# کوشش کرو کہ تمہیں اعلیٰ درجہ کی موت نصیب ہو

(فرمودہ ۲۵-جون ۱۹۱۵ء)

حضور نے تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل آیت کی تلاوت فرمائی:-

یَآاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۔ لہ۔

پھر فرمایا:-

تمام انسانوں کی حالتیں، مختلف تعلقات، مختلف اعمال اور مختلف واقعات کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہیں۔ ایک انسان کی جو حالت ہوتی ہے وہ دوسرے کی نہیں ہوتی اور جو دوسرے کی ہوتی ہے وہ تیسرے کی نہیں ہوتی، کوئی بڑا تندرست اور قوی ہوتا ہے تو کوئی نہایت ضعیف اور بیمار ہوتا ہے، کوئی بڑا عالم اور واقف کار ہوتا ہے تو کوئی بالکل جاہل اور کودن ہوتا ہے، کوئی استنباط اور ایجاد کی بڑی قابلیت رکھتا ہے تو کوئی واضح سے واضح بات کے سمجھانے پر بھی نہیں سمجھتا، کوئی دین کی طرف بہت توجہ رکھنے والا ہوتا ہے تو کوئی دین سے بالکل بے پرواہ، کوئی دنیا میں بہت ہی منہمک ہوتا ہے تو کوئی صبح کے کھانے کے بعد شام کے کھانے کی بھی فکر نہیں رکھتا۔

غرض ہر ایک انسان کی حالت ایک دوسرے سے مختلف ہوتی ہے اور مختلف حالات کے ماتحت بدلتی رہتی ہے۔ ایک انسان ہوتا ہے اس کے خیالات ایک اور انسان سے جو دوسرے لوگوں سے تعلقات رکھتا ہے مختلف ہوتے ہیں۔ جس طرح انسانوں کی ہر ایک چیز میں اختلاف ہے مثلاً علم میں، صحت میں، عزت میں، آبرو میں، طاقت میں، کمزوری میں، دولت میں، غربت

میں، زبان میں، شکل وصورت وغیرہ وغیرہ میں، اسی طرح ان کی موتوں میں بھی اختلاف ہے۔ ایک بہت بڑا فرق جو ظاہری طور پر نظر آتا ہے وہ تو یہ ہے کہ ایک بچپن میں بلکہ ماں کے پیٹ میں ہی مرجاتا ہے، ایک کچھ دن بعد مرتا ہے، پھر چلنے پھرنے کے بعد ایک جوانی میں، ایک بڑھاپے میں اور ایک ارذل عمر کو پہنچ کر مرتا ہے، پھر جسمانی لحاظ سے کسی کی موت ہیضہ سے، کسی کی تپ سے، کسی کی کھانسی سے، کسی کی سِل سے، کسی کی دِق سے، کسی کی قولنج سے، کسی کی نمونیہ سے ہوتی ہے۔ کوئی گولی کھاکر مرتا ہے، کسی کا رشتۂ حیات تلوار کاٹتی ہے، کوئی مکان سے گر کر جان دیتا ہے، کسی کا پاؤں پھسل کر دم ہوا ہوجاتا ہے، کوئی قتل کردیا جاتا ہے، کسی کو زہر دیا جاتا ہے۔ غرضیکہ بیسیوں نہیں سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں اقسام ہیں جن سے انسان موت کا مزا چکھتے ہوئے دنیا سے گزرتے ہیں۔ یہ تو موت کے طریق ہیں پھر موت ہی میں ایک اور بھی اختلاف ہے کوئی انسان اپنے کاموں سے فارغ ہوچکتا ہے تب اسے موت آتی ہے، کوئی ابھی کام شروع ہی کرتا ہے کہ جان نکل جاتی ہے، کوئی کام کرتے کرتے اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ امروز فردا پر اس کی کامیابی ہوتی ہے تو مرجاتا ہے، یہ بھی ایک اختلاف ہے۔ ایک اختلاف تو یہ تھا کہ کس عمر میں موت آئی، دوسرا یہ کہ کس طریق سے آئی، تیسرا یہ کہ کس حالت میں آئی۔ پس کوئی تو خوشی کی موت مرتا ہے اور کوئی رنج کی، کوئی قوم کی بہتری اور پیاروں کے فائدے کیلئے جان دیتا ہے اور کوئی ایسی موت مرتا ہے کہ اس کے سامنے ذلّت کا نظارہ کھنچا ہوتا ہے۔ ایک اور بھی اختلاف ہوتا ہے:۔

(۱) ایک موت ایسی ہوتی ہے کہ وہ صرف مرنے والے کی موت ہوتی ہے۔

(۲) ایک موت ایسی ہوتی ہے کہ وہ مرنے والے کی موت اور دنیا کیلئے زندگی ہوتی ہے۔

(۳) ایک موت ایسی ہوتی ہے کہ مرنے والے کی موت اور دنیا کی بھی موت ہوتی ہے۔

(۴) ایک موت ایسی ہوتی ہے کہ مرنے والے کی زندگی ہوتی ہے اور دنیا کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

وہ مرنے والا جس کی موت اس کی اپنی ہی موت ہوتی ہے وہ ایسا شخص ہوتا ہے جو اپنے نفس میں تو گندا اور ناپاک ہوتا ہے مگر دنیا کیلئے ضرر رساں نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک شخص ایسا ہے جو خدا اور رسول کا منکر ہے لیکن دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کرنے کی کوشش نہیں کرتا۔ ایسا شخص جس دن مرتا ہے پھر وہ ہر طرح سے مر ہی جاتا ہے۔ دنیا میں خداتعالیٰ کا

جو اس سے معاملہ تھا وہ رحمانیت اور رحیمیت دنوں صفات کے ماتحت تھا مگر مرنے کے بعد صرف رحیمیت ہی ہوتی ہے۔ چنانچہ زندگی میں کوئی خدا کو گالیاں دے' رسول کو بُرا بھلا کہے' خداتعالیٰ اسے سامانِ زندگی دیتا ہی رہے گا مگر مرنے کے بعد کا وہ زمانہ جبکہ بویا ہوا کاٹا جاتا ہے' اس لئے گندے اور ناپاک انسان کی موت وہاں بھی موت ہی ہوتی ہے۔

(۲) وہ موت جس سے مرنے والا تو مرجاتا ہے لیکن اس سے دنیا کی زندگی ہوتی ہے' یہ وہ انسان ہوتا ہے جو اپنے نفس میں تو گندا ہوتا ہی ہے لیکن دنیا کو بھی گندا کرنا چاہتا ہے۔ مثلاً ایک ایسا کافر جو دنیا کو کفر کی تبلیغ کرتا ہے یا ایک ایسا ظالم جو دنیا پر ظلم کرتا ہے یہ جب مرتا ہے تو اس پر موت آجاتی ہے مگر اس سے دنیا کی زندگی ہوتی ہے۔ کیونکہ بہت سے لوگ جو اس کے ذریعہ گند میں مبتلا ہونے والے تھے یا ایسے لوگ جو اس کے ظلم کے نیچے دبے ہوئے تھے ان کی گردنیں آزاد ہوگئیں۔

(۳) وہ موت ہے جو مرنے والے کی بھی موت ہوتی ہے اور دنیا کی بھی موت ہوتی ہے۔ یہ ایسے شخص کی موت ہوتی ہے جو گو اپنے نفس میں کافر ہوتا ہے مگر دنیا کو اس سے فائدہ پہنچتا ہے مثلاً ایک کافر شخص ہو اور بڑا موجد سائنسدان علم ہندسہ جغرافیہ کا جاننے والا ہو یا حکمران منصف اور عادل ہو بشرطیکہ کافر ہو جس کی موت سے دنیا کو نقصان پہنچے۔

(۴) وہ موت ہے جس سے مرنے والے کی زندگی ہوتی ہے اور دنیا کا اس سے کچھ تعلق نہیں ہوتا یہ ایک ایسے مومن کی موت ہے جو اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ [۲] کے مطابق ہوتا ہے یعنی اس کی زبان اور ہاتھ کے ضرر سے لوگ محفوظ رہتے ہیں جب ایسا شخص مرتا ہے تو وہ اپنے اعمال کے نیچے مرتا ہے۔ دنیا کے نفع ونقصان سے اس کا تعلق نہیں ہوتا۔ ان سب موتوں سے بڑھ کر ایک اور موت ہے۔ جو بہت ترقی کرنے والے انسان کو نصیب ہوتی ہے وہ ایسی موت ہوتی ہے کہ مرنے والے کی زندگی ہوتی ہے مگر دنیا کیلئے وہ موت ہوتی ہے۔ یہ ان لوگوں کی موت ہوتی ہے جو دین کے مبلّغ اور خداتعالیٰ کے پیارے اور رسول ہوتے ہیں۔ موت ان کیلئے تو عید ہوتی ہے کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ آج ہم اپنی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو کر اپنے پیارے کے پاس کامیاب ہو کر جارہے ہیں مگران کی وفات کا دن دنیا کیلئے ایسا تاریک دن ہوتا ہے کہ اس سے بڑھ کر اَور کوئی دن نہیں ہوسکتا۔ اس کا ایک نظارہ آنحضرت ﷺ کی وفات ہے۔ آپ نے وفات کے وقت فرمایا۔

اِلَی الرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی ۳؎ - یعنی اے خدا مجھے اب دنیا کی زندگی پسند نہیں آپ ہی کے پاس آنا چاہتا ہوں ادھر تو یہ حال تھا ادھر ایک صحابی آپ کی وفات کے متعلق فرماتے ہیں۔

کُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِیْ فَعَمِیَ عَلَیْکَ النَّاظِرُ

مَنْ شَاءَ بَعْدَکَ فَلْیَمُتْ فَعَلَیْکَ کُنْتُ اُحَاذِرُ ۴؎

کہ تُو ہماری آنکھ کا نور تھا جب تُو جاتا رہا تو اب کوئی مرے ہمیں کیا ہماری طرف سے ساری دنیا مرجائے۔ پس آخری اور اعلیٰ درجہ کی موت یہ ہے کہ انسان کی اس سے زندگی ہو اور دنیا کی موت ہو۔ ایک شاعر نے کیا ہی اچھا کہا ہے کہتا ہے:۔

اَنْتَ الَّذِیْ وَلَدَتْکَ اُمُّکَ بَاکِیًا وَالنَّاسُ حَوْلَکَ یَضْحَکُوْنَ سُرُوْرًا

فَاحْرِصْ عَلٰی عَمَلٍ تَکُوْنَ اِذَا بَکَوْا فِیْ وَقْتِ مَوْتِکَ ضَاحِکًا مَسْرُوْرًا ۵؎

کہ اے انسان تُو وہی ہے کہ جب تُو پیدا ہوا تھا تو تُو روتا تھا اور لوگ ہنستے تھے اب تُو ایسے عمل کر کہ جب تجھ پر موت کا وقت آئے تو لوگ روئیں اور تُو ہنسے۔ لوگ تو اس لئے روئیں کہ یہ شخص ہمارے لئے ایک مفید وجود تھا اب اس کے نہ ہونے کی وجہ سے نقصان ہو گا اور تُو اس لئے ہنسے کہ اب میں خدا کے حضور پہنچ کر انعام پاؤں گا۔ اس طرح بات اُلٹ گئی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ حَقَّ تُقٰتِہٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ کہ مختلف موتیں دنیا میں آتی ہیں مومن کو چاہیئے کہ تقویٰ میں اس حد تک بڑھے کہ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ - جب تم پر موت وارد ہو تو تم مسلم ہو۔ مسلم کیا ہوتے ہیں منقاد۔ مطیع اور فرمانبردار کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب تم پر موت آئے تو تم اللہ کی فرمانبرداری میں لگے ہوئے ہو۔ غور کرنے کی بات ہے کہ جب کسی کو اللہ تعالیٰ کے کام میں لگے ہوئے ہونے کی حالت میں موت آئے گی تو اس کے لئے کتنی خوشی کی موت ہو گی۔ پھر مسلم کی تعریف آنحضرت ﷺ نے یہ فرمائی ہے کہ اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ - دوسری جگہ فرمایا لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ ۶؎ - اس وقت تک کوئی مسلمان نہیں ہوتا جب تک اپنے بھائی کے لئے وہی بات پسند نہ کرے جو اپنے لئے کرتا ہے۔ تو مسلم کی تعریف میں دو باتیں ہوئیں ایک یہ کہ اس سے کسی کو نقصان نہ پہنچے دوسری یہ کہ اپنے نفس کو جتنا فائدہ پہنچانا چاہتا ہے اتنا ہی دوسروں کو بھی پہنچائے۔ ایسا انسان جب مرے گا تو اس کی موت اسی اعلیٰ درجہ کی موت

ہو گی- اس آیت میں اس موت کے اختیار کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے کہ مومنو! تم اس حالت کو پہنچ جاؤ کہ جب تم پر موت آئے تو دنیا تم پر روئے اور تم ہنسو- اللہ تعالٰی ہم سب کو ایسی ہی موت نصیب کرے- ہماری موتیں ہمارے لئے زندگیاں ہوں اور وہ فرائض جو خداتعالٰی نے ہم پر لگائے ہیں ان سے ہم سبکدوش ہوکر جائیں- آمین-

(الفضل یکم جولائی ۱۹۱۵ء)

---

۱؎ آل عمران: ۱۰۳

۲؎ بخاری کتاب الایمان باب المسلم من سلم المسلمون من لسانہٖ و یدہٖ

۳؎ بخاری کتاب المغازی باب آخر ما تکلم به النبی ﷺ میں یہ الفاظ درج ہیں- اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی

۴؎ شرح دیوان حسان بن ثابت صفحہ ۲۲۱ کتب خانہ آرام باغ کراچی' السیرۃ الحلبیۃ الجزء الثالث حاشیہ صفحہ ۳۹۷ مطبع محمد علی صبیح میدان الازھر مصر ۱۹۳۵ء

۵؎ مجانی الادب الجزء الثانی صفحہ ۴۳ مطبعۃ الاباء الیسوعیین بیروت میں الفاظ یہ ہیں-

یَا ذَا الَّذِیْ وَلَدَ تْكَ اُمُّكَ بَاكِیًا وَالنَّاسُ حَوْلَكَ یَضْحَكُوْنَ سُرُوْرًا
اِحْرِصْ عَلٰی عَمَلٍ تَكُوْنَ بِهٖ مَتٰی یَبْكُوْنَ حَوْلَكَ ضَاحِكًا مَسْرُوْرًا

۶؎ بخاری کتاب الایمان باب من الایمان ان یحب لاخیه ما یحب لنفسهٖ